تصوف کی حقیقت

از

خادم الشریعة المطہرہ

السید علی الرضوی قمی گوپال پوری

در

اترولہ ضلع گونڈہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی فرقوں میں ایک فرقہ صوفیوں کا ہے جنھوں نے نیابت باطنی ائمہ اہلبیت علیہم السلام
کا دعویٰ کیا ہے اور اپنا نام اولیاء اللہ رکھا ہے اور شریعت و طریقت و حقیقت و وحدت
وغیرہ کچھ الفاظ گڑھ لئے ہیں اور خود نظر بندی کے ذریعہ سے فریب دیکر مسلمانوں کے
ایک بڑے گروہ کو اپنا گرویدہ اور مرید بنا کر صراط مستقیم سے ہٹا دیا ہے اور واجبات
و فرائض و حلال و حرام شریعت سے آزاد ہو کر خدا کا ہر گناہ اپنے لئے مباح کر لیا ہے اور
چند حسین و خوبصورت الفاظ کے ذریعہ سے عوام کے نزدیک ایسا مقام پیدا کر لیا ہے
جو انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بھی حاصل نہ ہوا - اور اب تو مسلمانوں کی خوش
عقیدگی و وہم پرستی کی یہ منزل پہونچ گئی ہے کہ جو شخص بھی - دیوانہ ہو جائے - ننگا مارا
مارا پھرے - اپنے منہ اور جسم میں گندگی ملے - گالیاں بکے - کتوں سے کھیلے - وہ
ولی اللہ اور قطب الاقطاب اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور اگر کچھ گندگی اور بڑھی تو
من تو شدم تو من شدی کی منزل پر پہونچ جاتا ہے پھر تو اس کو وہ قدرت حاصل ہو جاتی ہے
کہ اگر چاہے تو کوہ ہمالیہ کو چشم زدن میں ہندوستان سے اٹھا کر عرب پہونچا دے اور کوہ
بوقبیس کو مکہ سے اٹھا کر ہندوستان لے آئے - اور کعبہ محترم خود اس کے طواف
کے لئے روزانہ اس کے گھر آتا ہے اور ادھر وہ مرا کہ اس کی قبر پر عالیشان مقبرہ
تیار ہو جاتا ہے اور قوالی کی بہار طبلوں کی تھاپ محفل سماع - لاکھوں جاہل عقیدتمندوں
کا شور و غل قابل افسوس و شرمناک ہے - پھر جب یہ زائرین سال بھر کے گناہ بخشوا کر اور
پاک و پاکیزہ ہو کر - اپنی مرادیں پا کر گھر واپس ہوتے ہیں تو ایسے ایسے کرامات و خوارق
عادات بیان کرتے ہیں کہ جن کے سامنے معجزات انبیاء بھی شرمندہ ہیں - لاکھوں حجاج ہر سال

حج بیت اللہ اور زیارت قبر رسول اللہ ؐ سے مشرف ہو کر آتے ہین لیکن ان کی زبانی آپ کوئی
معجزہ نہ سنینگے کبھی نہ سنا ہوگا کہ اتنے کوڑھی اچھے ہوئے اتنے اندھون کو انکھین ملین
اتنے دیوانے صحیاب ہوئے لیکن بغداد شریف اور بہار شریف وغیرہ سے پلٹنے والون سے
سنئے کہ کتنے اندھون کو انکھیں ملین کتنے کوڑھی اچھے ہوئے کتنے دیوانون نے شفا پائی
صاحبان بصیرت پر ان افسانون کی حقیقت روشن ہے لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ کچھ لوگون
کی مرادین پوری ہوتی ہین تو یہ ان صوفیون کی کرامت نہین ہے نہ انکے ولی اللہ ہونے کی دلیل ہے
خدا نے کس کو ولی کہا ہے؟ ولی اللہ تو وہ ہے جس کے ولی خدا ہونے کی تصدیق قرآن مجید
کی صریح آیتیں اور حضرت رسول اللہ کی صحیح السند حدیثین کرین اور جو ایمان و عمل مین کامل
ہو خداوند عالم پارہ ۶ سورہ مائدہ مین ارشاد فرماتا ہے کہ انما ولیکم اللہ و رسولہ
والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۰ یعنی بے شک
تم لوگون کا ولی خدا اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہین جو ایمان لائے اور
نماز قائم کرتے ہین اور رکوع کی حالت مین زکوٰۃ دیتے ہین ۔
یہ آیت باتفاق و اجماع مسلمین مولائے کائنات حضرت علی ؑ کی شان مین نازل
ہوئی ہے دیکھئے تفسیر بیضاوی چھاپہ بمبئی صفحہ ۲۵۹ و تفسیر نیشاپوری چھاپہ بمبئی صفحہ ۲۸
و تفسیر طبری جلد ۶ صفحہ ۱۸۶ و غرائب القرآن جلد ا صفحہ ۴۶ و تفسیر کشاف جلد ا صفحہ ۴۲۲
و اسباب التنزیل صفحہ ۱۴۸ و تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۱۳ و تفسیر فتح القدیر صفحہ ۱۷۳ و احکام
القرآن صفحہ ۵۴۲ و تفسیر البرکات جلد ا صفحہ ۴۹۶ و انوار التنزیل جلد ا صفحہ ۳۴۵ و تفسیر خازن
جلد ا صفحہ ۴۹۶ و ارجح المطالب صفحہ ۷ باب ۲ بحوالہ ثعلبی و تذکرہ خواص امت صفحہ ۹ و
مطالب السئول صفحہ ۲۳ و مناقب مغازلی و ابن عساکر و سمعانی و نور الابصار و

ابن ابی الحدید و ابن مردویہ و خوارزمی و جامع الاصول و اوسط طبرانی و ینابیع
المودۃ صفحہ ۲۱۲ و فصول المہمہ وغیرہ غرض بہت سے علماء و مفسرین نے لکھا ہے کہ
جب حضرت علیؑ نے بحالت رکوع میں راہ خدا میں سائل کو انگوٹھی عطا کی تو یہ آیت
حضرت کی شان میں نازل ہوئی اور علامہ قوشجی نے شرح تجرید مبحث امامت
میں اس پر علماء اہلسنت کے اجماع کا دعوی کیا ہے ،
اس آیت میں انما حرف حصر ہے لہذا آیت کے معنی یہ ہوئے کہ اے مسلمانوں
خدا اور رسول اور اس شخص کے سواء جس نے حالت رکوع میں زکوۃ دی تمہارا
ولی کوئی نہیں ہے ۔ اور ولی کے معنی حاکم و سرپرست اور حجت خدا کے ہیں اور
اس معنی سے ولایت حضرت رسول اللہ ص کے بعد سوائے حضرت علیؑ اور ائمہ اطہار
علیہم السلام کے جو حضرت علیؑ کی اولاد سے تھے نہ کسی کو ملی نہ تا قیامت ظاہرا یا باطنا
کسی کو ملے گی ۔
حضرت رسول اللہ ص نے فرمایا کہ من کان اللہ و رسولہ ولیہ فان علیا ولیہ (مستدرک
حاکم جلد ۲ صفحہ ۱۳۰ و فرائد السمطین حموینی) یعنی جس کا خدا اور اس کا رسول ولی و حاکم ہے
اس کے علی حاکم و ولی ہیں ۔
لیکن افسوس ہے کہ امت نے اہلبیت رسول سے سب کچھ چھیننے کی کوشش کی حکومت چھینی جائداد چھینی ۔
املاک چھینے ۔ حقوق چھینے ۔ خلافت چھینی ولایت چھینی ۔ مقامات و درجات چھینے یہاں تک کہ
خدا و رسول نے جو خطابات ان کو عطا فرمائے تھے وہ بھی چھین لئے کوئی خلیفہ رسول بن گیا
کسی نے اجتہاد کی دوکان کھول لی کوئی ولی اللہ اور حبیب سبحانی اور عالم علوم ظاہری
و باطنی اور امام العارفین بن گیا لیکن بغیر اہلبیت سے توسل پیدا کئے ہوئے کسی کی ناؤ

نہ چل سکی خلفاء کو جب مشکلیں پیش آئیں تو اہلبیت کی ڈیوڑھی پر جبین نیاز خم کی۔
مجتہدین نے عوام پر اپنے اجتہاد کا سکہ جمانے کے لئے اہلبیت کی بارگاہ میں زانوادب
تہہ کیا اور ان کے شاگردوں میں نام لکھوایا علامہ شبلی نے سیرۃ النعمان ص۴۵ میں لکھا ہے
کہ امام ابو حنیفہ ایک مدت تک استفادہ کی غرض سے (امام محمد باقر ع) کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر باتیں معلوم کیں شیعہ اور سنی دونوں
نے مانا ہے کہ امام ابو حنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت ممدوح کا فیض صحبت تھا
امام صاحب نے ان کے فرزند رشید امام جعفر صادق علیہ السلام کی فیض صحبت سے بھی
بہت کچھ فائدہ اٹھایا جس کا ذکر عموماً تاریخوں میں پایا جاتا ہے ابن تیمیہ نے اس سے
انکار کیا ہے اور اس کی وجہ یہ خیال کی ہے کہ امام ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادق ع
کے معاصر و ہمسر تھے اس لئے ان کی شاگردی کیونکر اختیار کرتے۔ لیکن یہ ابن تیمیہ کی
گستاخی و خیرہ چشمی ہے امام ابو حنیفہ لاکھ مجتہد اور فقیہ ہوں لیکن فضل و کمال میں ان کو
حضرت جعفر صادق ع سے کیا نسبت حدیث و فقہ بلکہ تمام مذہبی علوم اہلبیت کے گھر سے
نکلے اور صاحب البیت ادریٰ بما فی البیت یعنی گھر والا گھر کی چیزوں کو بہتر جانتا ہے
اسی طرح ابن قیم نے اعلام الموقعین جلد ۱ ص۹۳ میں لکھا ہے۔
اور ملا معین صاحب نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید انصاری اور امام ابو حنیفہ اور ابن جریج اور امام مالک
اور محمد بن اسحاق اور سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ اور شعبہ اور یحییٰ بن سعید قطان
اور بہت سے علماء نے حضرت امام محمد باقر ع سے علم حدیث حاصل کیا (وسیلۃ النجات ص۳۵۵)
لیکن باوجود اس کے کہ حضرت نے ان لوگوں کو اجتہاد کی اجازت نہ دی بلکہ اجتہاد و قیاس سے
منع فرمایا (احتجاج طبرسی ص۱۸۵ و سیرۃ النعمان ص۴۵ و احتجاج ص۱۶۸)

انلوگوں نے شریعت میں دخل دیا اور خلق اللہ کو گمراہ کیا۔

کلینی رح نے بسند معتبر سدیر صیرفی سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک روز مسجد سے نکل رہا تھا کہ حضرت امام محمد باقر ع تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد میرے پاس آئیں اور اپنی ولایت کو میرے سامنے پیش کریں خداوند فرماتا ہے کہ انی لغفار لمن تاب الایۃ یعنی میں نے اس شخص کو بخشا جس نے توبہ کی اور عمل نیک کیا اور پھر ہدایت یافتہ ہوا اسکے بعد حضرت نے اپنے ہاتھ سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اس آیت میں ثم اہتدی سے میری ولایت و امامت کی طرف ہدایت پانا مقصود ہے پھر فرمایا اے سدیر کیا چاہتے ہو کہ دین خدا کے روکنے والوں اور لوگوں کا ایمان لوٹنے والوں [redacted] سے تم کو خبر دوں پھر حضرت نے ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کی طرف اشارہ فرمایا یہ لوگ مسجد میں حلقہ باندھے بیٹھے تھے اور فرمایا دیکھو یہ لوگ ہیں دین خدا سے روکنے والے [redacted] ایمان [redacted] نہ انہوں نے خود ہدایت پائی نہ علم رکھتے ہیں نہ کتاب خدا پر عمل کرتے ہیں اگر یہ [redacted] اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور لوگوں کو گمراہ نہ کریں تو لوگ میرے پاس آئیں اور ہم ان کو خدا اور اس کے رسول کا راستہ بتائیں (عین الحیات مجلسی ص۱۲۶)

صوفیوں نے ع پہلے تو اہلبیت ع کا مقابلہ کیا اور جادو اور نظر بندی اور مکر و زور کے ذریعہ سے ان کو شکست دیکر خلق اللہ پر اپنا سکہ جمانا چاہا لیکن جب دیکھ لیا کہ سحر موسیٰ ع کا مقابلہ ممکن نہیں تو پھر اہلبیت ع کی محبت اور سلسلہ بیعت اور نیابت کے مدعی ہو انلوگوں کا عقیدہ ہے کہ خلافت و امامت دو جدا چیزیں ہیں خلافت

بعد حضرت رسول اللہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اور حضرت علی ؑ کو ملی اور امامت کے
معنی وراثت علوم و کمالات ظاہریہ و باطنیہ پیغمبر کے ہیں جو بعد رسول اللہ ۱۲ ائمہ ؑ کو
ملی اور ان سے صوفیوں کو ملی قاضی ثناء اللہ صاحب سیف المسلول یوں لکھے
ہیں کہ فیض ولایت تمام خلق پر حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ ؑ سے جاری ہوا پھر
امام حسن مجتبیٰ سے پھر جناب سید الشہداء سے اسی طرح بتدریج ائمہ ہدیٰ
سے بترتیب امامت ایک کے بعد دوسرے کو یہاں تک کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ
تک پہونچی بعد پھر جناب غوث اعظم محبوب سبحانی سید السادات سید محی الدین
سید عبد القادر جیلانی حسنی و حسینی کی ولادت کے وقت تک فیض امامت حضرت
امام حسن عسکری ؑ سے جاری رہا پھر حضرت غوث (بڑے پیر) اس مرتبہ جلیلہ
امامت پر فائز ہوئے اور امام مہدی ؑ کے ظہور کے وقت تک امامت آپ
ہی کی رہے گی (وسیلة النجات حاشیہ صفحہ ۲۶۶) اور باقی جتنے صوفیائے کرام
کہے جاتے ہیں وہ سب بڑے پیر صاحب کے نائب و جانشین ہیں۔
نتیجہ اس بیان کا یہ نکلا کہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کے بعد بڑے پیر صاحب اور کل
صوفیائے کرام خلق اللہ کے امام اور وارث علوم و کمالات ظاہریہ و باطنیہ پیغمبر
ہیں اور حضرت آخر الزمان ؑ جب ظاہر ہونگے تو وہ بڑے پیر صاحب کے جانشین
ہوں گے (نعوذ باللہ من ذالک) کجا مرتبہ جلیلہ امامت اور کجا عبد القادر جیلانی ہمارے
اور کل مسلمانوں کے امام ــ حجت اللہ ــ ولی عصر حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام
زندہ اور موجود ہیں جو وجہ بقائے زمین و آسمان اور وجہ امان اہل زمان ہیں۔
غرض یہ کہ صوفیوں نے اہلبیت رسول سے سلسلہ بیعت کا دعویٰ کیا ہے لیکن صاحبان تحقیق و

کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے -

ص ۲۹۹ اہلسنت کے جلیل القدر عالم و محدث شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب قرۃ العینین میں لکھتے ہیں کہ اتصال سلاسل بحضرت علی مرتضی امریست مشہور بر السنہ صوفیہ و نزدیک تفتیش آن را اصلے ظاہر نمی شود یعنی سلسلہ بیعت کا اتصال حضرت مرتضی ؑ تک ایک ایسا امر ہے جو صوفیوں کی زبان پر مشہور ہے لیکن تحقیق و تفتیش کے وقت اس کی کوئی حقیقت و اصلیت معلوم نہیں ہوتی - یہ ہے حقیقت صوفیوں کے سلسلہ بیعت و نیابت کی -

بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب نور العین فی تفضیل الشیخین میں لکھا ہے کہ زمانہ آغاز اسلام میں ملک عرب میں ایک گروہ صوف پوشوں کا تھا جس میں ہر ایک اپنے کو واصل بخدا جانتا تھا ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے ذکر و اشغال تمام و کمال ایک نئے ڈھنگ کے تھے جن کو وہ عبادت شرعیہ سے زیادہ بہتر سمجھتے تھے اور نماز و روزہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے ان کو خلاف شرع محمدی پا کر قتل کیا ان کے عقائد و طریقے تمام و کمال زمانہ حال کے صوفیہ صافیہ میں پیدا ہیں خوش آوازوں کے گانے پر ٹوپیاں اچھالنا اور بیتاب ہو جانا اور رقص کرنا وغیرہ وغیرہ اسی گروہ کے افعال ہیں -

مومن و کافر سب کی مرادوں کا بر لانے والا خدا ہے رہگیا صوفیوں کی قبر پر صاحبان حاجات کی حاجتوں کا پورا ہونا تو درحقیقت سلسلہ بیعت کی طرح ان کی بھی کوئی اصل نہیں پیران نمی پرند مریدان می پرانند - لیکن اگر فرض کر لیا جائے کہ کچھ لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی ہیں تو اس کو ان پیروں کی کرامت کیونکر سمجھ لیا جائے جبکہ ہم دیکھا رہے ہیں

لاکھوں لاکھوں انسان اینٹ پتھر سے مانگتے ہیں اور پاتے ہیں ورنہ یہ ہر سال ہر پیر جمعر
اور کچھ اور دیگر لوٹ کے میلے نہ لگتے اور پاٹھ دیتی اور کالی کی پوجا نہ کی جاتی
تو کیا بغیر مرادیں پائے ہوئے لاکھوں انسان کروروں روپئے خرچ کر کے پہونچتے ہیں اور
اور اپنی منتیں اتارتے ہیں۔

جس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیا دار الجزا و سزا نہیں ہے یہاں کی نعمتیں اور مصائب مومن
و کافر فرمانبردار و نافرمان سب کے لئے عام کی گئی ہیں بارش مومن کے کھیت میں بھی ہوتی ہے
کافر کے بھی غلہ مومن کے کھیت میں بھی پیدا ہوتا ہے کافر کے بھی آفتاب مومن کے لئے بھی
طلوع کرتا ہے کافر کے لئے بھی پھول مومن کے لئے بھی کھلتے ہیں کافر کے لئے بھی روزی
مومن کو بھی ملتی ہے کافر کو بھی اولاد مومن کو بھی عطا ہوتی ہے کافر کو بھی مرض مومن کے لئے
بھی ہے کافر کے لئے بھی موت اور بلائیں مومن کے لئے بھی ہیں اور کافر کے لئے بھی
مرادیں مومن کی بھی خدا بر لاتا ہے کافر کی بھی کوئی مانگے یا نہ مانگے کوئی خدا سے مانگے یا اینٹ
پتھر سے مانگے چاند سورج - گائے - بھینس - چوکی چارپائی - لوٹا لالٹین سے مانگے
[redacted] یا جوگی فقیر سادھو سنیاسی - صوفی کے وسیلہ
سے مانگے دے گا اس نے دینے کا وعدہ کیا ہے دیگا اور جس کو دینے میں مصلحت
نہ ہوگی نہ دے گا ہاں خاصان خدا کے وسیلہ سے وہ چیزیں بھی مل جاتی ہیں جو کسی دوسرے
وسیلے سے نہیں مل سکتیں۔

غرض مومن ہو یا کافر سب کی مرادوں کو خدا ہی بر لاتا ہے لیکن مومن کا ایمان ہے کہ
خدا ہی اپنے بندوں کے حاجات کا پورا کرنے والا ہے اور محمد و آل محمد ۱۴ ہمارے لئے
بہترین وسیلہ ہیں جنکے توسل سے ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہونگے جس کی تصدیق

عقل بھی کرتی ہے اور خدا کی کتاب بھی اور کافر سمجھتا ہے کہ ہم کو جو کچھ ملتا ہے ہمارے بت
خدا سے سفارش کر کے ہم کو دلاتے ہیں جو مخالف عقل و نقل ہے تو اگر صوفیوں اور درویشوں
کے ذریعہ سے مرادیں ملنا ان کی کرامت اور ولی اللہ ہونے کی دلیل ہو جائے تو پھر مشرک بھی
اپنے دعوی میں سچے ہو جائیں گے جو اینٹ پتھر سے مانگ کر مرادیں پاتے ہیں اور وہ ان
کے متعلق اسی طرح خوش عقیدہ ہیں جس طرح جاہل مسلمان پیروں اور صوفیوں کے متعلق
عقیدہ رکھتے ہیں۔

اللہ اللہ دامن اہلبیت چھوڑنے والوں کو شیطان نے کیسی کیسی گمراہیوں میں ڈال رکھا ہے
چونکہ انسان اپنی زندگی کی بہت سی منزلوں میں اپنے آپ کو عاجز و مجبور پاتا ہے اور
اپنے آپ کو گناہوں میں آلودہ دیکھتا ہے لہذا وہ خدا سے اپنی مرادیں حاصل کرنے کا ایک
پاکیزہ اور مضبوط وسیلہ تلاش کرتا ہے اور شیطان نے چونکہ عہد کیا ہے کہ وہ اولاد آدم کو
گمراہ کر کے جہنم کو پر کرے گا اسلئے وہ ان کو خدا کے مقرر کردہ صحیح وسیلہ سے منحرف کر کے
اینٹ پتھر اور صوفی اور درویشوں کے دامن سے متمسک کر دیتا ہے حالانکہ خدا اور رسول
نے ان کی پیروی کا حکم نہیں دیا ہے۔ ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم واباؤکم ما
انزل اللہ بھا من سلطان ۵ ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ج ولقد جاءھم
من ربھم الھدی ۵ یعنی یہ تو بس کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے گڑھ
لئے ہیں خدا نے تو اس کی کوئی سند نازل نہیں کی ہے یہ لوگ تو بس اٹکل اور اپنی نفسانی
خواہشات کے پیچھے چل رہے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے
ہدایت بھی آ چکی ہے (پارہ ۲۷ سورہ نجم رکوع ۵)

بغیر صحیح وسیلہ کے خدا کا تقرب حاصل نہیں ہو سکتا

اور حق یہ ہے کہ جس طرح بغیر خدا کے
مقرر کردہ انبیاء اوصیاء کی پیروی کے کوئی شخص راہ ہدایت و نجات نہیں پا سکتا اسی طرح

بغیر خدا کے مقرر کردہ وسیلہ کے کوئی شخص خدا کا تقرب بھی نہیں حاصل کر سکتا خداوند عالم
پارہ ۶ سورہ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا
الیہ الوسیلۃ وجاھدو فی سبیلہ لعلکم تفلحون ○ یعنی اے ایمان والو خدا سے
ڈرو اور اس کے تقرب کا وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم
فلاح پاؤ۔

سید علی ہمدانی شافعی نے اپنی کتاب مودۃ القربیٰ مودہ ۱۰ میں حضرت علی ع سے روایت
کی ہے کہ حضرت رسول اللہ ص نے فرمایا کہ الائمۃ من ولدی فمن اطاعہم فقد
اطاع اللہ ومن عصاھم فقد عصا اللہ وھم عروۃ الوثقیٰ وھم الوسیلۃ الی اللہ تعالیٰ
یعنی میری اولاد سے ائمہ طاہرین ہونگے تو جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی
اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور وہی لوگ
عروۃ الوثقیٰ (مضبوط رسی) اور اللہ کے تقرب کا وسیلہ ہیں۔

اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ص نے فرمایا کہ
توسلوا بمحبتنا الی اللہ واستشفعوا بنا فان بنا تکرمون وبنا تحیون وبنا ترزقون
فاذا غاب منا غائب فمحبونا امنائنا (مودۃ القربیٰ مودہ ۱۲) یعنی لوگو ہم اہلبیت
کی محبت کو اللہ کی طرف اپنا وسیلہ بناؤ اور ہم لوگوں کی شفاعت طلب کرو کیونکہ
ہمارے ہی سبب سے تمہارا اکرام کیا جاتا ہے اور ہمارے ہی سبب سے تم لوگوں کو
زندگی عطا ہوئی ہے اور ہمارے ہی سبب سے تم لوگوں کو روزی ملتی ہے تو ہم لوگوں
میں سے جب کوئی غائب ہونے والا (امام) غائب ہو تو ہمارے دوست امانتدار ہیں
وہ سب کے سب کل قیامت کے دن جنت میں ہونگے۔

اور امام شافعی نے کہا کہ - آل النبی ذریعتی - وھم الیہ وسیلتی - ارجو بھم اعطی غداً
بیدی الیمین صحیفتی - (صواعق محرقہ ابن حجر کی فصل المقصد ۵ صفحہ ۱۰۸) یعنی آل رسول
میری نجات کا ذریعہ ہیں اور وہی لوگ خدا کی طرف میرا وسیلہ ہیں انہیں کے ذریعہ سے
امید رکھتا ہوں کہ کل روز قیامت میرا نامہ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں دیا جائے۔

اور مولانا مبین صاحب فرنگی محلی لکھنوی اپنی کتاب وسیلۃ النجات میں لکھتے ہیں کہ اے میرے
اللہ میرا درود و سلام اپنے نبی اور ان کی آل اطہار تک پہونچا دے اور ان کی محبت کو جو
میرے قلب میں ہے روز قیامت نار جہنم سے میری نجات کا ذریعہ بنا کیونکہ تو جانتا ہے کہ
ان کی محبت میرے قلب میں پوشیدہ اور میرا قلب ان کی محبت سے لبریز ہے اور یہی تیری
جناب میں میرا وسیلہ اور آتش جہنم سے میری نجات کا حیلہ ہے۔

نمونہ کے طور پر یہ چند سطریں میں نے لکھدیں جو صاحبان عقل کے لئے کافی ہیں لیکن احمق کے لئے
تو دفتر بھی کافی نہیں ہے۔

فضیلت و ثواب زیارت قبور ائمہ اطہار علیہم السلام ؎ خواجہ محمد پارسا نقشبندی نے اپنی کتاب
فصل الخطاب میں حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جو شخص زیارت
کرے ائمہ اطہار کی گویا اس نے حضرت رسول اللہ ؐ کی زیارت کی کیونکہ جو ثواب زیارت حضرت
رسول اللہ کا ہے وہی ثواب زیارت ائمہ اطہار علیہم السلام کا ہے -

اور حضرت امام رضا ؑ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا سے اس حالت میں ملاقات کرو کہ تم
گناہوں سے پاک ہو تو زیارت کرو حضرت امام حسین ؑ کی اور گریہ کرو ان پر اور اپنے رخساروں
پر اشک جاری کرو تاکہ خدا تمہارے گناہوں کو بخش دے اور اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو ان لوگوں کا
ثواب حاصل ہو جو حضرت امام حسین کے ساتھ ان کے اہلبیت سے شہید ہوئے جو اپنا مثل
و نظیر نہیں رکھتے تھے تو جب تم ان کو یاد کرو تو کہو کہ یا لیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما -

یعنی کاش ہم کربلا میں ان لوگوں کے ساتھ ہوتے اور (شہید ہوکر) فوز عظیم پر فائز ہوتے اور
حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مدد کے لئے چار ہزار فرشتے زمین پر اترے لیکن جنگ کی
اجازت نہ پائی تو قبر اطہر کے پاس غبار آلودہ پراگندہ مو بیٹھے ہیں اور بعد ظہور قائم آل محمدؑ
حضرت کے اعوان و انصار میں ہونگے۔

اور حاشیہ مشکوۃ باب زیارت قبور میں ہے کہ قال الامام الشافعی قبر موسی الکاظم ؑ
تریاق مجربۃ لاجابۃ الدعاء وقال الغزالی من یستمد فی حیاتہ تستمد بعد وفاتہ
یعنی امام شافعی نے کہا کہ حضرت امام موسی کاظم ؑ کی قبر اطہر مقبولیت دعا کیلئے مجرب اکسیر ہے
اور امام غزالی نے کہا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد موت بھی مدد
مانگی جاسکتی ہے۔ یہی مضمون امام غزالی نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے دیکھئے
وسیلۃ النجات ص ۲۶۹)

اور حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی شہر طوس (خراسان)
میں جاکر میرے فرزند کی زیارت کرے اس کو حج کا ثواب عطا ہوگا تو جناب عائشہ نے تعجب
سے پوچھا کہ حج کا ثواب۔ فرمایا دو حج کا ثواب عطا ہوگا۔ کہا دو حج کا فرمایا تین حج کا
ثواب عطا ہوگا یہ سن کر حضرت عائشہ خاموش ہوگئیں تو حضرت نے فرمایا اے عائشہ اگر
تم خاموش نہ ہوتیں تو میں ستر حج تک جاتا (مودۃ القربیٰ مودہ چہاردہم حدیث ۱۴)
مسلمانو محمد و آل محمد علیہم السلام کو اپنا وسیلہ بناؤ جن کو خدا نے اپنے تقرب کا وسیلہ بنایا
ہے جنکی وجہ سے یہ دنیا پیدا کی گئی جنکے ذریعہ سے تم کو روزی عطا ہوتی ہے جنکی وجہ سے
آسمان اور زمین قائم ہیں جنکے وسیلہ سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی اور حضرت نوح ؑ کی کشتی
تباہی سے بچی جنکے وسیلے سے بہت سے انبیاء و مرسلین کی مشکلیں آسان ہوئیں آل رسول کا
دامن چھوڑ کر کہاں کہاں مارے مارے پھروگے اور بائیں بھٹک رہے ہو ایسے لوگوں کا دامن نہ پکڑو جو اسلام

وشریعت سے دور کا بھی لگاؤ نہیں رکھتے جو نجاست وطہارت کے معنی بھی نہیں جانتے۔

صوفیوں کے کرامات کی حقیقت مرزا محمد کاظم برلاس مراد آبادی اپنی کتاب الہنود حصہ ۳ کے صفحہ ۲۸۸ میں لکھتے ہیں کہ مولف ہفت تماشہ بعد تحقیق کامل رقمطراز ہے کہ بیدانت کے اصطلاحی معنی تصوف کے ہیں اور بیدانتی صوفی کو کہتے ہیں اس گروہ کے خیالات بالکل ویسے ہی ہیں جیسے صوفیہ اسلام کے اقوال وافعال اور قریب قریب دونوں فرقوں کے اعمال ایک ہی ہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صوفیہ صافیہ نے اپنے اصول وقوانین کتب بیدانتیان سے اختراع کئے ہیں کیونکہ بہت سی روایتیں اور حکایتیں اور واقعات جو دیکھے جاتے ہیں وہ اسلامی زمانے کے قبل کسی نہ کسی ہندو سادھو وغیرہ کے نام سے کتب ہنود میں موجود ہیں کتاب مسمی نور العین فی تفضیل الشیخین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی پور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مصنف تحفۂ اثنا عشریہ میں لکھا ہے زمانہ آغاز اسلام ملک عرب میں ایک گروہ صوف پوشوں کا تھا جس میں سے ہر ایک اپنے کو واصل بخدا جانتا تھا ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے ذکر واشغال تمام وکمال ایک نئے ڈھنگ پر تھے جن کو وہ عبادت شرعیہ سے "بہتر سمجھتے تھے اور نماز وروزہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے حضرت علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے ان کو خلاف شرع محمدی پاکر قتل کیا ان کے عقائد واعمال تمام وکمال زمانہ حال کے صوفیہ صافیہ میں پیدا ہیں خوش آوازوں کے گانے پر ٹوپیاں اچھالنا اور بیتاب ہو جانا اور خود رقص کرنا وغیرہ وغیرہ اسی گروہ کے افعال ہیں۔

اسی طرح بیدانتیان بھی شریعت ہنود سے جداگانہ افعال واعمال رکھتے ہیں لیکن اقوام ہنود اس فرقہ کو ولی کامل اور اپنا رہنما سمجھتے ہیں اور بیدانتی فرقہ

کا ہر فرد اپنے کو بمنزلہ خدا تصور کرتا ہے۔

مرزا قتیل لکھتا ہے کہ جو کچھ حضرت محی الدین ابن عربی کے قصص وغیرہ بیان فرمائے ہیں
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا بالکل ترجمہ اقوال بید انتیاں کا ہے اور یہیں سے معلوم ہوتا ہے
کہ رقص و سرود کہ عبارت وجد سے ہے اور فرقہ چشتیہ میں اس کو بہت رواج دیا گیا ہے
بیراگیوں سے اخذ کیا گیا ہے جیسا کہ آگے آئے گا انشاء اللہ اور بڑے لطف کی بات
یہ ہے کہ بہت سی روایتیں اور قصص اقوام ہنود کے نام بدل کر صوفیوں نے اپنے
بزرگوں کے نام سے مشہور کئے ہیں چنانچہ اس کی تصدیق کے واسطے ہم دو ایک حکایتیں
نقل کرتے ہیں۔

از آنجملہ حکایت سکھدیو اور جنک وغیرہ اسی قسم سے ہیں بیاس نامی ایک شخص ہندوستان
میں زمانہ قدیم میں گزرا ہے جو جمیع علوم ہند کا عالم تھا عبادات و ریاضات شاقہ
کرنے کی بدولت مقرب بارگاہ ایزدی مانا گیا ہے اس کا ایک پسر نیک سیر تھا جو
مثل باپ کے یکہ روزگار تھا اور اعمال و افعال میں بیاس کے قدم بقدم چلتا تھا اکثر
باپ سے دربارہ عالم اور صانع عالم سوال کیا کرتا تھا بیاس ہمیشہ سکوت کرتا تھا
ایک روز اصرار پسر زیادہ دیکھ کر اس کو راجہ جنک پدر سیتا زن رام اوتار هفتم
مقبولہ ہنود کی خدمت میں بھیجا سکھدیو مذکور بعد قطع منازل راجہ کی خدمت میں
پہونچا راجہ جنک باوجود راجہ ہونے کے دولت فقر و توکل سے بھی تونگر تھا جب خادم
نے راجہ کو اطلاع دی کہ ایک شخص سکھدیو نامی حضوری کا خواہاں ہے راجہ مذکور
نے پہلے یہ انتظام کیا کہ ایک کمرہ میں بیشمار زنان پری جمال و حور تمثال کو لباس و
زیور سے آراستہ کرکے اس واسطے مامور کیا کہ جس وقت سکھدیو تمہارے کمرے میں قدم
رکھے دلفریبی و دلبری میں کوئی پہلو واگذاشت نہ کرنا جس طرح ممکن ہو اس کو اپنے

دام میں الجھاؤ اور دوسرے کمرے میں جو پہلے کمرے کے بعد تھا بے انتہا زر و جواہر فراہم کیے اور قسم قسم کے دل پسند سامان مہیا کیے اور خدام کو ہدایت کی کہ سب سکھدیو کو دیا اور کوشش کرنا کہ وہ اس طرف متوجہ ہو اور تیسرے کمرے میں جو اس کے بعد تھا خود بیٹھا اور سکھدیو کے طلب میں اس طرح حکم صادر فرمایا کہ محل کی سیر کرا کر میرے پاس لاؤ۔ الغرض جس وقت سکھدیو مذکور پری خانہ عالم خاکی میں داخل ہوا دیوانہ وار ہر ایک نازنین طرح طرح کے انداز معشوقانہ اور ادائے مستانہ سے اس آزاد منش کو اپنی کمند گیسو میں الجھانے کی کوشش کرنے لگی ہر چند کہ دلربا کے حسن ہوش ربا اور رفتار قیامت زا سے سکھدیو کے حواس مثل پری پران ہوئے اور خاکی پریوں نے اس سوختہ نار عشق وحدت کو اپنی اداؤں سے دیوانہ بنایا لیکن بمصداق دیوانہ بکار خویش ہشیار سکھدیو کی ثابت قدمی نے اس بے بنیاد لغزش سے اس کا پاؤں پھسلنے نہ دیا اور وہ اصلا کسی طرف متوجہ نہ ہوا اور وہاں سے دوسرے کمرے میں داخل ہوا اب یہاں وہ سامان ہے کہ بڑے بڑے متوکل اس زر و سیم و سرخ و سفید کی رنگت پر مفتون ہو جاتے ہیں لیکن استغناء فقر کے سبب اس سالک راہ منزل کان الوحدت کو بادی النظر میں جواہرات سنگریزوں سے زیادہ دکھائی نہ دیے اور اسی طرح بے پروائی سے راجہ کی خدمت میں طلب ہوا راجہ سکھدیو کے اس حال سے پہلے ہی واقف ہو چکا تھا سمجھ گیا کہ سکھدیو بڑا کامل ہے راجہ کی نظر جب سکھدیو پر پڑی تو وہ یوں گویا ہوا کہ اے سکھدیو تو خود کامل ہے اور کوئی بھید خدا کے بھیدوں میں سے تجھ سے پوشیدہ نہیں ہے تیرا دل مثل آئینہ کے صاف ہے اور علم علوم غیبیہ اس میں نظر آتے ہیں تجھ کو مرشد یا تعلیم کی ضرورت نہیں ہے کون سا عقدہ باقی ہے جو تیرے ناخن فکر سے حل نہ ہوا سکھدیو راجہ کی یہ بات سن کر بغیر

کلام کئے رخصت ہوگیا ۔ مرزا قتیل لکھتا ہے کہ یہ نقل میں نے بچشم خود ایک کتاب میں
دیکھی جو کہ ابراہیم ادہم صوفی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کی گئی ہے اور ابراہیم ادہم
پیشوائے حضرت چشتیہ شمار کئے گئے ہیں ۔

عجب

حکایت دیگر قتیل لکھتا ہے ایک روز میں اور برادرم تاج الدین خان میر غلام علیخان
کے مکان پر بیٹھے تھے اس صحبت میں سبحان علی خان صاحب کمبوہ کہ عقل و دانائی
میں یکہ روزگار و عالم اکثر علوم و مصاحب علمائے عالی مقدار تھے تذکرہ فضائل
صوفیہ کے ذکر میں بیان کرنے لگے کہ فلاں بزرگ نے ایک مرتبہ ایک دوسرے عارف
کے واسطے جس کا مسکن دریا کے اس پار تھا طعام بھیجا لیکن وہ طعام اس قدر تھا کہ
دو سو آدمی کی بسر اوقات کے واسطے کافی تھا جب حاملان طعام نے دریا میں طغیانی
دیکھی اور اس بزرگ فرستندہ طعام سے عرض کیا کہ دریا پر کشتی نہیں ہے اور پانی
پایاب گزرنے کے قابل نہیں ہے بزرگ موصوف گویا ہوا کہ دریا کے کنارے کھڑے ہوکر
باآواز بلند ہمارا نام و پیغام سنا کہ اگر فلاں بزرگ نے آج تک کسی عورت سے سروکار
نہ رکھا ہو تو بپاس عفت بزرگ موصوف ہم کو راہ دے حاملان طعام کو نہایت تعجب
ہوا کیونکہ وہ ہمیشہ اس بزرگ کو عورات حسینہ و جمیلہ سے مخلوط دیکھتے تھے ۔ الغرض
دریا پر پہنچ کر پیغام دیا دریا خشک ہوگیا اور طعام اس عارف کو پہنچ گیا وہ
تمام طعام عارف مذکور تنہا کھا گیا حاملان طعام کو اور تعجب ہوا پھر واپسی
کے واسطے اس عارف سے کہا کہ آتے وقت ہم اس طرح دریا سے پار ہوکر
آئے تھے اب جائیں کس طرح عارف مذکور نے جواب دیا کہ دریا کے کنارے ہمارا
نام لیکر پیغام دینا کہ فلاں عارف نے مدت العمر طعام نہیں کھایا ہے اگر تو
گواہ ہے تو ہم کو اس کی گرسنگی کی خاطر سے راہ دے کھانا پہنچانے والے از حد

متحیر ہوئے کہ دو سو آدمیوں کے کھانے کی غذا یہ تنہا کھا گیا اور کہتا ہے کہ مدت العمر میں نے طعام میں ہاتھ نہیں لگایا المختصر دریا پر پہونچ کر پیغام سنایا دریا خشک ہو گیا اور وہ پار اتر گئے۔

مرزا قتیل لکھتا ہے کہ یہاں تک سن کر مجھے ضبط کی تاب نہ رہی بے اختیار ہنسی آگئی میں نے کہا کہ حضرت معاف فرمایئے یہ قصہ میں نے کنھیا جی کا دیکھا ہے اور آنحضرت صوفیہ کی طرف منسوب فرماتے ہیں۔ انتہیٰ

علامہ طبرسی رح نے احتجاج میں ثابت بنانی سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ میں ایک جماعت کے ساتھ جس میں عباد بصری۔ ایوب سجستانی۔ صالح مری۔ عتبہ۔ حبیب فارسی و مالک ابن دینار و ابو صالح اعمی و جعفر بن سلمان و رابعہ۔ و سعدانہ وغیرہ تھے حج کو گیا جب مکہ پہونچا تو وہاں سخت قحط آب پایا اہل مکہ تشنگی سے جان بلب تھے اہل مکہ نے ہم لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ پانی کے لئے دعا کریں ہم لوگوں نے جس قدر بھی دعا و تضرع و زاری کی کچھ فائدہ نہ ہوا ناگاہ دیکھا کہ ایک جوان محزون و گریان ظاہر ہوا اور چند شوط طواف کیا اس کے بعد ہم لوگوں کی طرف مخاطب ہوا اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا ہم لوگوں نے لبیک کہا اس نے کہا کہ اگر تم لوگوں میں کوئی شخص ایسا ہوتا جس کو خدا دوست رکھتا تو بے شک اس کی دعا مستجاب ہوتی دور ہو جاؤ تم لوگ کعبہ کے نزدیک سے ہم لوگ وہاں سے دور ہٹ گئے پھر وہ کعبہ کے نزدیک آیا اور سجدہ میں اپنا سر جھکا دیا اور عرض کیا کہ اے سید و آقا میرے تجھے واسطہ ہے اس محبت کا جو تجھ کو مجھ سے ہے اہل مکہ کو سیراب فرما ابھی اس کی دعا تمام نہیں ہوئی تھی کہ ابر اٹھا اور جل تھل بھر گیا ہم لوگوں نے اہل مکہ سے پوچھا کہ یہ جوان عرشی مقدار کون تھا ان لوگوں نے کہا کہ علی ابن الحسین امام زین العابدین علیہ السلام تھے

سے
واضح ہو کہ عباد بصری اور ایوب سجستانی وغیرہ وہ لوگ ہیں جن کو اہل سنت اکابر اولیاء اللہ
اور صاحب کرامات شمار کرتے ہیں۔

صوفیوں کے متعلق جلیل القدر علماء اہلسنت کی رائیں فخر الاسلام بزدوی نے کلام میں
نقل کیا ہے کہ الصوفیہ اکثرہم اہل السنہ والجماعۃ ومنہم من یکون صاحب الکرامۃ
ومنہم الحبیبیہ یقولون ان اللہ اذا احب عبدا یرفع عنہ الخطاب فیحل لہ کل النعم
ویسقط عنہ کل العبادات ولا یبقٰی فی حقہ خطر ولا یصلّون ولا یستّترون العورات
ولا یشبعون من الزنا ولا عن اللواط ولا عن شرب الخمر ولا عن محظور - ومنہم الاباحیہ
یقولون الاموال کلہا علی الاباحت وکذا الفروج ولیس الحلال الا مجرد الاضافۃ ومجرد
الاکتساب ویستحلون اموال الناس وفروج نسائہم ومنہم الحوریہ - یقولون باباحۃ
الرقص والغناء والمبالغۃ فی الرقص حتی یسقطون علی الارض من کثرۃ الالتعاب
ثم یقومون ویغسلون ومنہم المتجاہلہ وہم قوم یضربون المزامیر ویشربون الخمر ویاتون
ببعض الفواحش ویلبسون لباس الفسقۃ - یعنی صوفی اکثر اہل سنت والجماعت
ہیں ان میں بعض صاحب کرامت ہیں ایک فرقہ ان میں حبیبیہ ہے یہ کہتے ہیں کہ خدا جب کسی
بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اس سے خطاب اٹھا لیتا ہے تو اس کے لئے تمام نعمتیں حلال
ہو جاتی ہیں اور اس سے ساری عبادتیں ساقط ہو جاتی ہیں اور اس کے حق میں کوئی ممانعت
اور حرمت باقی نہیں رہتی۔ وہ نماز نہیں پڑھتے اور روزہ نہیں رکھتے اور اپنی شرمگاہوں کو
چھپاتے نہیں اور زنا اور لواط یعنی اغلام اور شراب خواری سے پرہیز نہیں ہوتے اور کسی حرام چیز
سے پرہیز نہیں کرتے اور ایک فرقہ انہیں اباحیہ ہے وہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کا مال ان کے
لئے مباح ہے اور ہر عورت ان کے لئے حلال ہے اور حلال و حرام فقط اضافت و اکتساب
کا نام ہے اور وہ لوگ دوسروں کا مال اور ان کی عورتیں اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں اور ایک فرقہ

ان میں جو یہ ہے وہ کہتا ہے کہ ناچنا گانا بجانا جائز ہے اور اتنا ناچتے ہیں کہ تھک کر
زمین پر گر پڑتے ہیں پھر اٹھ کر غسل کرتے ہیں اور ایک فرقہ ان میں متجاہلہ ہے یہ لوگ
باجے بجاتے شراب پیتے اور فواحش و بدکاریوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور فاسقوں اور
بدکاروں کا لباس پہنتے ہیں۔

اور ابن جوزی نے تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ ولم یتجاسر الزنادقة ان یرفضوا
الشریعة حتی جاءت المتصوفة فوضعوا اسماء وقالوا حقیقة وشریعة الخ
یعنی زندیقوں نے تو شریعت سے انکار کرنے کی جرات نہ کی یہاں تک کہ اہل تصوف نے
اگر کچھ الفاظ گھڑے اور شریعت و طریقت کے قائل ہوئے حالانکہ یہ بات قبیح و مذموم
ہے اسلئے کہ شریعت وہ ہے جس کو خداوند عالم نے اپنے بندوں کی مصالح کے مطابق
وضع فرمایا ہے تو جو شخص شریعت کو چھوڑ کر دوسرے طریقہ سے حقیقت کا طالب ہو وہ
شیطان کے مکروفریب اور دھوکہ میں مبتلا ہے پس یہ لوگ اگر کسی شخص کو سنتے ہیں کہ
وہ حدیث روایت کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ غریب ہے انلوگوں نے مُردوں سے علم حاصل
کیا ہے اور ہم نے اپنا علم اس حی القیوم سے لیا ہے جو کبھی نہ مرے گا تو جو کوئی کہے کہ
میرے باپ نے میرے دادا سے یہ حدیث نقل کی ہے تو میں کہوں گا کہ میرے دل سے میرے
پروردگار نے یہ حدیث بیان کی ہے پس یہ لوگ ان خرافات کے ذریعہ سے عوام کے قلوب
کے مالک و حاکم بن گئے ہیں اور انہوں نے اپنے مالوں کو ان خرافات کی خاطر ان پر خرچ
کیا۔

پھر لکھا ہے کہ جس طرح شراب سے عقل زائل ہو جاتی ہے اسی طرح ان لوگوں نے ازالہ
عقل کے لئے ایک چیز مقرر کی ہے جس کا نام سماع ہے حالانکہ ایسے وجوہ سے متعرض ہونا
جو عقل کو زائل کر دے حرام ہے اللہ تو شریعت غرا کو اس گروہ کے شر سے بچائے

جو مالوں کو جمع کرتے ہیں اور عیش و عشرت کے مزے اڑاتے ہیں اور حسین و خوبصورت الفاظ
سے عوام کو دام فریب میں پھنساتے ہیں جسمیں شریعت و گناہ کی آزادی کے سوا کچھ
بھی نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ عوام کے قلوب ان کو پسند کرتے ہیں اور ان کی طرف
بڑھا و رغبت مائل ہوتے ہیں

فرقۂ صوفیہ کے امام ذوالنون مصری کے حالات ۴ مولانا سید علی حیدر صاحب اعلی اللہ مقامہ
اپنی کتاب شیخ جیلانی میں تحریر فرمایا ہے کہ ذوالنون مصری المتوفی ۲۴۵ھ وہ ہیں جنہیں
فن تصوف کا بانی ہونے کا استحقاق حاصل ہے۔ مشرق کے تمام تذکرہ نویسوں اور مورخوں
نے اس استحقاق کو بالاتفاق تسلیم کیا ہے چنانچہ ملا جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ
ذوالنون اس فرقہ کا امام ہے باقی سب اسکے پیرو ہیں اور صوفیوں نے جو کچھ سیکھا ہے
اس سے سیکھا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس سے پہلے بھی شیخ ہو گذرے ہیں لیکن ذوالنون
پہلا شخص ہے جس نے عبادات کو اشارات میں سمو دیا اور سلوک کے عقدوں کو حل کیا
ابوالمحاسن کا قول ہے کہ ذوالنون پہلا شخص ہے جس نے مصر میں احوال و مقالات اہل ولایت
جیسے غواص کا ذکر کیا۔ اس خیال کو کہ طریقہ تصوف صرف خواص کے لئے ہے ذوالنون ہی نے
بکرات و مرات ظاہر کیا ہے مثلاً وہ کہتے ہیں کہ توبۃ العوام اور توبۃ الخواص کی حقیقت بالکل
جدا جدا ہے (رسالہ قشیریہ)

اور محبت الہی ایسا راز ہے جسے زبان پر نہ لانا چاہئے تاکہ عوام کالانعام کے کان اس سے آشنا نہ
ہو جائیں (رسالہ قشیریہ)

شعرائے متصوفین کے کلام میں شراب اور اسکے متعلقات کا استعمال مجاز اور استعارہ
کے طور پر عام ہے اس استعمال کی قدیم ترین سندوں میں ذوالنون کا کلام پیش کیا جاتا ہے
جو ایک مقام پر کہتے ہیں کہ عشاق الہی کو شراب شوق کا پیالہ دیا جاتا ہے۔

وجد و سماع و توحید کی سب سے پہلی تعریف ذوالنون ہی نے کی (تذکرۃ الاولیاء و قشیریہ)
اسی قسم کی چند باتیں اور لکھ کر لکھتا ہے کہ صفحہ ۱۱ پر جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس کے سبب میرے
خیال میں یہ امر کافی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ فن تصوف کی مستقل تدوین و تشکیل
ذوالنون مصری ہی نے کی۔

مسٹر ونفلیڈ کا یہ قول کہ عقائد صوفیہ کو بالاستقلال بایزید بسطامی نے مدون و متشکل
کیا صحیح نہیں معلوم ہوتا اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جن تذکرہ نویسوں نے ذوالنون
کے سوانح قلمبند کئے ہیں ان کے بیان کئے ہوئے واقعات سے ان عقائد کے
ماخذ کا سراغ بھی معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔

ابن خلکان (ترجمہ ڈی سلین جلد اول صفحہ ۲۹۱) اور جامی کی نفحات الانس کی روایت کے
بموجب ذوالنون کا نام ابوالفیض ثعبان بن ابراہیم یا الفیض بن ابراہیم تھا
ان کا باپ نوبیا یا اخمیم واقع مصر سعید کا باشندہ تھا یہ پہلے قبیلہ قریش کا
غلام تھا جو بعد میں آزاد ہو گیا ذوالنون کی عمر کا ابتدائی حصہ غالباً حجاز میں گذرا
کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے امام مالک بن انس کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کیا
اور امام ممدوح کی تعلیقات سے موطا کا درس حاصل کیا۔

ابن خلکان بیان کرتا ہے کہ ذوالنون علم و زہد و رجال و ادب میں وحید عصر تھا۔ فلسفہ و حکمت
میں ید طولیٰ رکھتا تھا اور فصیح و شستہ عربی بولتا تھا۔ بلحاظ عقائد وہ ملامتی تھا یعنی
اپنے زہد و اتقا پر استحقار شرع کا پردہ ڈالے رہتا تھا۔ اور اکثر اہل مصر اس کو زندیق
سمجھتے تھے لیکن مرنے کے بعد اس کا نام زمرہ اولیاء میں درج ہو گیا (تذکرۃ الاولیاء)
تذکرۃ الاولیاء میں بہت سی حکایتیں مندرج ہیں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ ذوالنون
کے ہاتھوں میں آ کر کنکر پتھر جواہرات بن جاتے تھے۔ اور کتاب الفہرست صفحہ ۳۵۳ میں ان کا

ذکر ان فلاسفہ کے طبقہ میں کیا گیا ہے جو فن کیمیا میں مہارت رکھتے تھے اور اس کے چند صفحہ بعد صفحہ ۳۵۸ پر اس فن کے متعلق دو تصانیف ان سے منسوب کی گئی ہیں۔

اور ابن القفطی نے تاریخ الحکماء میں ذوالنون کا ذکر ذیل کے الفاظ میں کیا ہے جن سے اس کی سیرت پر نمایاں روشنی پڑتی ہے۔ ذوالنون بن ابراہیم الاخمیمی المصری فن کیمیا میں دستگاہ رکھتا تھا اور اس کا شمار اسی طبقہ میں ہے جس سے جابر بن حیان کا تعلق ہے۔ علم باطن سے اسے شغف تھا اور فلسفہ کی متعدد شاخوں میں اس نے مہارت تامہ بہم پہونچائی تھی وہ اخمیم کے پرانے مندروں کے کھنڈروں میں اکثر جایا کرتا تھا۔ یہ مندر مصر قدیم کے بیوت الحکمت کی ایک بوسیدہ یادگار ہے اور عجیب وغریب اشکال واصنام کا گھر ہے جو مومن کے لئے عبرت اور کافر کے لئے کفر وضلالت کی افزائش کا سبب ہے۔

مسعودی جس کا انتقال ذوالنون سے کامل ایک صدی کے بعد ہوا اور جو پہلا مورخ ہے کہ اس نے ذوالنون کے حالات بروایت مستند بیان کئے ہیں وہ خود اخمیم تک گیا تھا وہاں کے لوگوں کی زبانی جو حالات اس کو معلوم ہوئے انہیں وہ حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے۔ ابوالفیض ذوالنون المصری الاخمیمی ایک خلوت نشین راہب اور حکیم تھا جس نے ایک خاص طریقہ اختیار کر رکھا تھا اور مذہب میں بھی ایک مسلک خاص رکھتا تھا وہ ان لوگوں میں سے تھا جو ان برابی (ویران مندروں) کے تاریخی حالات شرح وبسط سے بیان کرتے ہیں ان کھنڈروں میں پھرا کرتا تھا اور جو شکلیں اور کتبے ان پر منقوش تھے ان کا بغور معائنہ کرتا تھا۔

مسعودی نے مروج الذہب میں ان کتبوں میں سے بعض تراجم درج کئے ہیں جنہیں ذوالنون نے حل کیا تھا۔

یہ بیان کہ ذوالنون مصر کے قدیم ویران مندروں کے کتبوں کا بغور معائنہ کرتے تھے کسی قدر تصریح کا محتاج

واضح رہے کہ مصر ہمیشہ سے سحر و کہانت و کیمیا اور علوم مخفیہ کا مخزن رہا ابن ندیم کتاب
الفہرست میں لکھا ہے کہ پہلا شخص جس نے فن کیمیا پر بحث کی ہرمز بابلی تھا جو آگے چل کر
فرمانروائے مصر ہو گیا اور اہرام مصر میں سے ایک کے نیچے دفن ہوا بعض دوسری روایات
میں ہے کہ ہرمز ان سات کاہنوں میں سے ایک تھا جو سات سیاروں کے مندروں
کے محافظ تھے۔

تاریخ الحکماء میں لکھا ہے کہ ہرمز نے اہرام مصر اور مصر سعید میں برابی کی بنا ڈالی اور
ان پر جملہ صناعات و آلات کی تشکیلیں اور علوم و فنون کے بیانات منقوش و مرتسم
کئے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے وہ محفوظ رہیں اور زمانہ کی دستبرد سے مٹ
نہ جائیں۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کے آثار قدیمہ پر جو تشکیلیں اور نقش ہیں
وہ ان قدیم اور پر اسرار علوم کے خزائن کی کلید سمجھی جاتی تھیں جن کے عامل اہل
بابل تھے یعنی کیمیا۔ نجوم۔ سحر۔ چنانچہ ابن خلدون بھی جو مسلمانوں میں سب سے
بڑا روشن خیال مورخ گزرا ہے یہی خیال ظاہر کرتا ہے وہ نہ صرف سحر کی واقعیت کا مدعی
ہے بلکہ یہ بھی دعوے کرتا ہے کہ مصر کے معبدوں اور ویران مندروں میں ابھی تک
سحر کے آثار پائے جاتے ہیں اور اس کے موجود ہونے کی کافی شہادتیں ان سے ہم
پہونچ سکتی ہیں (مقدمہ ابن خلدون)

اور کتاب الفہرست میں ہے کہ مصر میں بعض قدیم عمارتیں ہیں جسے برابی کہتے ہیں یہ
عمارتیں جن کی تعمیر میں بہت بڑے بڑے پتھر صرف ہوئے ہیں مختلف شکل و صورت کی ہیں اور
ان میں دواؤں کے کوٹنے۔ حل کرنے۔ ترکیب دینے۔ اور مقطر کرنے کے مقامات الگ الگ

بنے ہوئے ہیں جن سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ یہ عمارتیں فن کیمیا کے لئے بنائی گئی تھیں ان کے علاوہ ان مکانوں میں کچھ شکلیں اور کتبے کالدی اور مصری حروف میں پائے جاتے ہیں جن کی ماہیت معلوم نہیں ہو سکی۔ زمین دوز خزانے بھی معلوم ہوئے ہیں جہاں یہ علوم قلعجات اور توز اور سونے اور تانبے کے پتروں اور پتھروں کی تختیوں پر لکھے ہوئے پائے گئے ہیں۔ (شیخ عیلان از ص ۶ تا ص ۱۲)

ذوالنون مصری اپنے عملیات میں افسون (منتر) اور بخور (دھونی) سے بھی کام لیتے تھے چنانچہ ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک دفعہ جب میں ذوالنون سے ملنے گیا تو دیکھا کہ سونے کا ایک کشکول ان کے سامنے رکھا ہے اور عود و عنبر کی دھونی اٹھ رہی ہے جب میں اندر داخل ہوا تو ذوالنون نے چیں بہ جبیں ہو کر کہا کہ کیا تو ان میں سے ہے جو بادشاہوں کے حضور میں اس وقت حاضر ہوتے ہیں جب وہ حالت انبساط میں ہوتے ہیں (رسالہ قشیریہ)

درحقیقت ذوالنون کو بھید کھل جانے پر غصہ آیا کیونکہ معجزات و کرامات اولیاء منتر اور دھونی کے محتاج نہیں ہیں دھونی اور منتر کی احتیاج تو کیمیا سازوں اور جادوگروں کو ہوتی ہے

ان بیانات سے بالکل واضح ہو گیا کہ ذوالنون مصری فلسفی اور کیمیا ساز اور جادوگر تھے اور وہ مصر کے ویران مندروں میں کیمیا اور جادو کے نسخے حاصل کرنے کے لئے چکر لگایا کرتے تھے اس کے بعد تنہائی میں بیٹھ کر دھونی رما کر ان علوم کی مشق اور تجربہ کیا کرتے تھے اور عوام الناس کو کچھ شعبدے اور سحر دکھا کر اپنے دام فریب میں مبتلا کرتے تھے اور یہی حال کل صوفیوں کا ہے یہ کچھ دنوں جنگلوں میں پہاڑوں میں کسی استاد کی شاگردی کرتے ہیں اور اس سے کچھ شعبدے۔ نظر بندی۔ سحر حاصل کر کے خلق اللہ کو دھوکہ دیتے اور

اور عیش و عشرت کا بازار گرم کرنے کی غرض سے کسی سمت نکل جاتے ہیں اور ضعیف الایمان مسلمان ان کے دام فریب میں گرفتار ہو کر اپنا دین اور دنیا سب کچھ ان پر قربان کرتے ہیں اور ان کو اولیاء اور انبیاء سے بھی کہیں بلند درجہ عطا کرتے ہیں (مولف)

صوفیوں کے متعلق ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی حدیثیں ✤ علامہ شیخ مفید رہ نے حضرت امام علی نقی ؑ کی ایک حدیث نقل کی ہے جس کے آخری جملے یہ ہیں والصوفیۃ کلھم مخالفینا وطریقتھم مغایرۃ لطریقتنا وان ھم الا نصاریٰ ومجوس ھذہ الامۃ اولئک الذین یجھدون فی اطفاء نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون - یعنی صوفی سب کے سب ہمارے مخالف ہیں اور ان کا طریقہ ہمارے طریقہ کے خلاف ہے (یعنی وہ مذہب اہلسنت سے تعلق رکھتے ہیں) اور وہ نصاریٰ اور مجوس امت ہیں وہ خدا کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں (یعنی وہ ائمہ اہلبیت کے مدارج کے خود مدعی بن بیٹھے ہیں اور آل محمد ؑ کی نیابت و جانشینی کا جھوٹا دعویٰ کر کے اللہ کے بندوں کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کراتے ہیں) حالانکہ خدا اپنے نور کو تمام کر کے رہے گا اگرچہ کافر اس کو ناپسند کرتے ہوں -

نیز علامہ مفید رہ نے حضرت امام حسن عسکری ؑ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ الا انھم قطاع طریق المؤمنین والدعاۃ الی نحلۃ الملحدین فمن ادرکھم فلیحذرھم ولیصن دینہ یعنی آگاہ رہو کہ صوفی مومنوں کے راہزن اور ملحدوں کے جعلی راستوں کی طرف دعوت دینے والے ہیں جو شخص ان کو پائے چاہئے کہ ان سے ڈرتا رہے اور اپنے دین کی حفاظت کرے (تعداد ملل صـ ۱۸۲)

صوفیوں کے عقائد ✤ اکثر صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ موجودات عالم کی ہر چیز عین خدا ہے یعنی آسمان و زمین چاند سورج تارے آگ پانی مٹی ہوا انسان حیوان

کتا سور ـ کافر ـ ہاتھی ـ گھوڑے ـ کیڑا مکوڑے ـ سانپ بچھو سب بظاہر دیکھنے میں جدا جدا مختلف مخلوق نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت یہ سب خدا ہی ہے جو مختلف شکل و صورت میں جلوہ نما ہے ـ اور بعض کہتے ہیں کہ خداوند عالم عارفین کے اندر گھسا ہوا ہے ـ اور من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی پڑھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں محی الدین عربی جن کے متعلق بڑے پیر صاحب کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ آپ کو بڑے پیر صاحب نے اپنی نوے سال کی عمر میں اپنی پشت سے نکال کر ایک دوسرے مرد کی پشت میں داخل کر دیا اور بڑے پیر صاحب کی زوجہ آپ کے شرف حمل سے محروم رہیں آپ نے براہ کرامت بغداد سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر انتہائے مغرب ملک ہسپانیہ کے شہر مرسیہ میں ۵۶۱ھ میں شکم مادر سے ظہور کیا (شیخ جیلانی ص ۵۷) اس طرح آپ ایک دوسرے مرد کے نطفہ اور ایک دوسری عورت کے بطن سے بڑے پیر صاحب کی اولاد قرار پائے ـ

آپ اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ سبحان من اظہر الاشیاء وھو عینھا یعنی بے نیاز ہے وہ خدا جس نے چیزوں کو ظاہر کیا حالانکہ وہ خود عین اشیاء ہے ـ اور فصوص الحکم میں لکھتے ہیں کہ العالم صورتہ وھو روح العالم یعنی دنیا اس کی صورت ہے اور وہ خود روح ہے دنیا کی ـ اور حضرت نوح ؑ کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے تبلیغ میں غلطی کی ان کی قوم جو کچھ کہتی تھی درست کہتی تھی اور وہ سب غرق دریائے معرفت ہو گئے ـ اور فرعون کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے جو کہا کہ میں تم لوگوں کا خدا ہوں ٹھیک کہا تھا اس نے اپنی ذات میں خدا کو دیکھا تھا ـ

اسی طرح بایزید بسطامی و شیخ سہروردی و ملائے رومی وغیرہ تھے جو سب اسی کفر و الحاد کے راستے پر گامزن تھے اور انہیں میں سے ایک منصور حلاج تھا جس نے انا الحق کہا ـ

ایک لطیف حکایت ۴ علامہ مجلسی رح نے هبۃ اللہ بن محمد کاتب سے روایت کی ہے

انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ منصور حلاج نے ابو سہل بن اسمعیل نوبختی کو جو معتبرین شیعہ سے تھے اپنے دام فریب میں پھانسنا چاہا اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کا وکیل ہونے کا دعویٰ کیا انہوں نے لکھا کہ میں کنیزوں کا شائق ہوں جس کی وجہ سے مجھے ہر ہفتہ خضاب لگانا پڑتا ہے تاکہ بالوں کی سفیدی کو چھپاؤں اگر تم اپنی کرامت سے ایسا کردو کہ میرے بال سیاہ ہو جائیں اور پھر خضاب کی احتیاج نہ رہے تو میں تم پر ایمان لاؤں اور تمہارے دین کی تبلیغ کروں اس جواب سے حلاج بہت گھبرایا اور شرمندہ ہوا اور یہ بات اتنی مشہور ہوئی کہ لوگ بازاروں میں اس کا ذکر کرتے تھے اور ہنستے تھے —

انہیں صوفیوں میں سے ~~بلکہ سب سے بڑا~~ شیخ عبد القادر ابن جنگی دوست جیلانی تھے جو بڑے پیر کے نام سے مشہور ہیں آپ فاسد العقیدہ ہونے کے ساتھ سخت ناصبی اور مخالف اہلبیت بھی تھے اسی سبب سے پیروں میں آپ سب سے بڑے مانے گئے۔

رسالہ صوفی نمبر ۳ جلد ۳ صفحہ ۶ میں جو خواجہ حسن نظامی صاحب کی سرپرستی میں پنڈی بہاؤالدین ضلع گجرات سے شائع ہوتا ہے لکھا ہے کہ

تیرے پیر حقیقت حضرت خواجہ محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی ہیں ولایت آپ کی قدم بقدم حضرت عیسیٰ کے ہے سلسلہ نسب آپ کا حضرت عمر فاروق تک پہونچتا ہے (شیخ جیلانی صفحہ ۳)

آپ کو جو آپ کے معتقدین نے سید مشہور کیا ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے تفصیل کے لئے دیکھئے (رسالہ شیخ جیلانی)

صوفیوں کے عقائد و اعمال کے متعلق فخر الاسلام بزدوی اور ابن جوزی کے بیانات کچھ پہلے گذر چکے ہیں بعض صوفی بظاہر نماز و روزہ اور شریعت کی پابندی کا دعویٰ بھی کرتے ہیں

کیوں ان کے باطل عقائد اور بڑے بڑے دعوے جو سرتاسر جھوٹ ہوتے ہیں اور گناہ بیجا نہ
اور گناہان کبائر کا ارتکاب ان کے سارے اعمال کو برباد کر دیتا ہے جن کے عقائد
ہی درست نہیں ان کے اعمال کیا کام آئینگے۔ جو خلق اللہ کو گمراہ کرتے ہیں وہ خود
کب ہدایت یافتہ ہو سکے۔

صوفیوں کی اشاعت اسلام — مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواری نے ایک مضمون پیسہ اخبار
مورخہ ۲ جون ۱۹۲۰ء میں تصوف پر شایع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ
باقی رہے خشک علماء ان سے ہمیں نہ پہلے امید تھی نہ اب ہے کہ وہ کافی طرح سے اس کام کو
انجام دینگے۔ اشاعت اسلام کا کام تو ہمیشہ زیادہ تر صوفیوں نے ہی کیا اور اب بھی انشاء اللہ
یہ اہم کام اسی جماعت کی ہمت سے انجام پائے گا۔ علماء کو کاغذ کے گھوڑے دوڑانے اور کفر
و شرک کے جھگڑے اور باہمی فرقہ بندی کے الجھاؤ سے کب فرصت ہے۔

اس مضمون کے جواب میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے اخبار اہل حدیث مورخہ
۱۷ جون میں لکھا۔ مگر صوفیوں کی اسلام کی اشاعت ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ اس لئے کہ
اسلام کی تبلیغ کرنا تو علم پر مبنی ہے۔ آپ بھی باوجود صوفی ہونے کے جب وعظ و نصیحت
کرتے ہیں تو اس وقت صوفیانہ حیثیت سے نہیں بلکہ عالمانہ حیثیت سے کرتے ہیں۔ اس لئے کہ
تبلیغ اسلام بغیر علم کے ممکن نہیں تو اگر آپ کی مراد صوفیوں سے یہ ہے کہ عالم باعمل ہی سے
اشاعت اسلام ہو سکتی ہے تو ہمارا بھی صاد ہے۔

اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ صرف نام کے صوفی علم سے کورے صرف ڈھولک پر حق ہو کے نعرے
مارنے والے اسلام کی اشاعت کرتے ہیں تو معاف فرمائیے ایسا اسلام بجوئے نیارزد
آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے صوفیوں نے اسلام کو اس قدر نقصان پہونچایا ہے کہ۔ دیانند۔
لیکھرام اور پادری فنڈر اور پادری عماد الدین نے بھی نہیں پہونچایا۔ ان مخالفین کی کوشش

سے تو صرف اتنا ہوا ہوگا کہ تھنے چند اسلام سے برگشتہ ہوئے مگر ان جاہل صوفیوں نے
تو لاکھوں بلکہ کروڑوں بندگان خدا کو غیر خدا کے آگے جھکا دیا۔ پیران کلیر کو معبود
اور پیر صابر کو معبود کس نے بنایا۔ لاہور میں علی ہجویری کو گنج بخش کس نے بنایا۔
بغداد کی سلطنت کا سکہ دنیا میں کس نے جمایا۔ اجمیر کے بزرگ کو معبود دوں
میں کس نے نمبر اول دلوایا اور وظائف مندرجہ ذیل کس نے سکھائے۔

شیئاً للہ چون گدائے بے نوا۔ المدد خواہم ز خواجہ دوسرا۔
شیئاً للہ چون گدائے مستمند۔ المدد خواہم ز خواجہ نقشبند۔
خذ یدی یا شاہ جیلان خذ یدی۔ شیئاً للہ انت نور احمدی

ہاں حضرت شیخ بتلا کر تعبد اللہ کا ناک تراہ کی غلط راہ کس نے سکھائی۔ قبروں اور پیر
بلکہ اپنے قدموں پر سجدے کس نے کرائے وغیرہ ذالک۔ یہ سب واقعات صحیح
بطور نمونہ پیش ہیں۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز = ورنہ در مجلس رندان خبرے نیست کہ نیست
(ماخوذ از کتاب شیخ جیلانی)

ائمہ اہلبیت ؑ کی ولایت کا اقرار کرنے والے ہدایت یافتہ ہیں ؑ

عالم اہلسنت ملا جامی نے لکھا ہے کہ
کتب معتبرہ میں شقیق بلخی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ ہم لوگ حج کے سفر میں (قادسیہ)
پہنچے وہاں ایک خوبصورت گندم گوں جوان کو دیکھا کہ پشمینہ کا لباس پہنے دوش پر
شملہ رکھے نعلین پہنے حاجیوں کے مجمع سے نکلا اور ایک مقام پر جا کر بیٹھ گیا
میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ جوان صوفی معلوم ہوتا ہے اور حاجیوں کی گردن
پر سوار ہونا چاہتا ہے چل کر اس کو ملامت کروں (اس سے معلوم ہوا کہ صوفیوں

کا یہی طریقہ تھا کہ وہ مکروفریب سے لوگوں کی گردن پر سوار ہوتے تھے اور ان سے پیسے اور کھانا اور
خرچ وصول کرتے تھے اور مسلمانوں کا متمول اور سمجھدار طبقہ ہمیشہ ان کو قابل ملامت سمجھتا تھا)
جب میں اس کے نزدیک پہونچا تو اس نے کہا اے شقیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان
بعض الظن اثم (پارہ ۲۶ سورہ حجرات) یعنی بہت سے گمان (بد) سے بچے رہو کیونکہ بعض
گمان گناہ ہیں۔ (یعنی مجھ کو صوفی گمان کر کے گنہگار نہ ہو)
یہ کہکر وہ ایک طرف روانہ ہو گیا میں نے کہا کہ میں نے یہ کیا کیا اس جوان نے میرا نام بھی
بتا دیا اور میرے دل کی بات بھی ظاہر کر دی یہ خدا کا کوئی بندہ صالح معلوم ہوتا ہے (یعنی
صوفی نہیں ہے) چلکر اس سے معافی مانگوں جب میں اس کے نزدیک پہونچا تو دیکھا کہ
وہ نماز میں مشغول ہے اور اس کے جسم میں لرزہ ہے اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں
میں نے سوچا کہ یہ نماز سے فارغ ہو تو اس سے معافی طلب کروں جب وہ نماز سے فارغ
ہوا تو میری طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ انی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا
ثم اهتدی (پارہ ۱۶ سورہ طہ) یعنی ہر آئینہ میں بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے
اور ایمان لائے اور عمل صالح کرے پھر ہدایت یافتہ بھی ہو (یعنی ولایت وامامت
ائمہ اہلبیت علیہم السلام کا اقرار کرے دیکھئے صواعق محرقہ باب ۱۱ ص ۹۱ ووسیلۃ النجات ص ۱۶۵
وینابیع المودہ باب ۱۱ ص ۱۰۹ وغیرہ)
پھر وہ شخص مجھ کو چھوڑ کر روانہ ہو گیا میں نے کہا یہ جوان ابدال میں سے ہے اس نے دوبارہ
میرے دل کا راز بتا دیا میں اس کے پیچھے روانہ ہوا جب میں اس کے نزدیک پہونچا
تو دیکھا کہ وہ ایک کنویں کے پاس کھڑا ہے اور اس کے پاس پانی کا ایک برتن ہے
اس میں پانی پینا چاہتا ہے ناگاہ اس کا برتن کنویں میں گر گیا تو اس نے آسمان کی

کی طرف سر بلند کیا اور کہا کہ تو میرا پروردگار ہے میں پانی کا طلبگار ہوں اور تیرے رزق کا
خاص ہے جب کھانا طلب کروں میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر آگیا اور اس نے پانی
کا برتن پانی سے بھر کر نکال لیا پھر وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی اس کے بعد ریگ
کے ایک ٹیلہ کی طرف بڑھا اور اس میں سے کچھ بالو لیکر پانی کے برتن میں ڈالا
اور ہلا کر پی لیا میں قریب جا کر اس کو سلام کیا اس نے جواب سلام دیا اور کہا کہ
اے شقیق ہمیشہ خدا کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہم تک پہونچتی ہیں تو اپنا عقیدہ
درست کر (یعنی میری امامت کا اقرار کر) پھر اس نے پیالہ میری طرف بڑھایا میں
نے پیا تو شکر ملا ہوا ستو تھا خدا کی قسم اس سے بہتر غذا میں نے کبھی نہیں کھائی
مجھ کو اس کے کھانے کے بعد کئی روز تک غذا کی خواہش نہیں ہوئی اس کے بعد وہ
میری نظروں سے غائب ہو گیا اور میں نے پھر اس کو راہ میں نہیں دیکھا یہاں تک کہ
مکہ پہونچا مکہ میں ایک شب نصف شب کے قریب میں نے دیکھا کہ وہ نہایت خضوع
و خشوع کے ساتھ نماز میں مشغول ہے جب صبح ہوئی تو اس نے نماز پڑھی اور طواف
کیا اور روانہ ہو گیا میں بھی اس کے پیچھے چلا میں نے دیکھا کہ وہ تنہا نہیں ہے وہاں
اس کے غلام و خدام سب موجود ہیں اور بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہیں میں
نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں ان لوگوں نے کہا کہ یہ موسیٰ (کاظمؑ) بن جعفر
(صادقؑ) بن محمد (باقرؑ) بن علی بن الحسین علیہم السلام ہیں میں نے کہا ایسے سید
سے ایسے عجائب و غرائب قابل تعجب نہیں ہیں (شواہد النبوۃ صفحہ ۱۹۴ وصواعق
محرقہ صفحہ ۱۲۱)

یہ ہیں وہ ائمہ اہلبیت اور خلفاء خاتم المرسلین جن کو پروردگار عالم نے کمالات ظاہریہ اور باطنیہ
عطا فرمائے تھے اور مسلمانوں کا پیشوا اور اپنے دین کا محافظ بنا کر بھیجا تھا انہیں کے درجات بلند ہیں

قبضہ کرنے کیلئے کسی نے خلافت کا دعویٰ کیا کسی نے تصوف کا روپ بھرا اور کچھ غلط اور
بے بنیاد دعوے کر کے خلق اللہ کو اپنا پیرو بنایا لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ نجات آخرت محمد و
آل محمد علیہم السلام کی ہی اطاعت و پیروی میں ہے ائمہ اہلبیت کی امامت کا اقرار کرو
ان کی بتائی ہوئی شریعت پر عمل کرو اور قول پیغمبر کو نہ بھولو کہ مثل اہلبیتی کسفینۃ
نوح من رکبھا نجی و من تخلف عنھا غرق و ھوی (مشکوٰۃ باب مناقب اہلبیت و
مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۵۱ و صواعق محرقہ باب ۱۱ ص ۹۱ وغیرہ) یعنی میرے اہلبیت کی مثال
سفینۂ نوح ع کی ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے اس سے منہ
موڑا ڈوبا اور ہلاک ہوا۔

اور کشتی نوح ع کا بنوانے والا اس پر مومنین کو سوار کرنے والا اس کا چلانے والا اور
منزل مبارک تک پہونچانے والا خدا تھا (دیکھئے سورہ ھود اور سورہ مومنون) اور خدا
نہ قطب نما کا محتاج ہے نہ تاروں کا محتاج ہے۔

اسی طرح سفینہ اہلبیت ع کا بنوانے والا خدا مومنین کو ان کے دامن سے تمسک کا حکم دینے
والا اور اہلبیت کی پیروی کرنے والوں کو منزل مبارک (جنت الفردوس) تک پہونچانے
والا خدا ہے اس کو کسی تارے کی رہبری کی احتیاج نہیں اسی سبب سے سارے
صحابہ اور ستارے جب مشکلیں پڑتیں تو اہلبیت کی ڈیوڑھی پر پہونچتے
تھے لیکن اہلبیت کو کبھی کسی صحابی سے پوچھنے کی احتیاج نہ ہوئی جو باب مدینۂ علم
تھے وہ کب کسی سے پوچھنے کے محتاج ہو سکتے تھے۔ فقط

سید علی الرضی قمی گوپال پوری
اترولہ گونڈہ
۱۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء